لیلۃ القدر افضل ہے یا شبِ ولادت

مصنّف

شیخ التفسیر والحدیث اُستاذ العُلماء رئیس التحریر

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

سعادتِ اہتمام

حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ العالی

عطاری پبلشرز

www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

لیلۃ القدر افضل ہے یا شبِ میلاد؟

مصنف

فیضِ ملت، شمس المصنفین، اُستاذ العرب والعجم، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** مدظلہ العالی

* * *

* * *

* * *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمدللّٰہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی افضل الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین.

اَمّا بعد! نبی کریم شفیعِ معظم ﷺ کی محبت ایمان کی جان، مغزِ قرآن اور روحِ اسلام ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ محبوب کی ہر نسبت سے پیار ہوتا ہے اور وہی شے ہر شے سے افضل و اعلیٰ نظر آتی ہے۔ یہی طریقہ قرآن سکھاتا ہے قرآن مجید میں ہے :

وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o

''اس زمانۂ محبوب کی قسم۔ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے''۔ (پارہ ۳۰، سورۃ العصر، ایت ۱،۲)

اور فرمایا: لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ o

''مجھے اس شہر کی قسم''۔ (پارہ ۳۰، سورۃ البلد، ایت ۱)

اور فرمایا: لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ o

''اے محبوب تمہاری جان کی قسم، بیشک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں''۔ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، ایت ۷۲)

اور فرمایا: وَ الضُّحٰی o وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی o

''چاشت کی قسم۔ اور رات کی جب پردہ ڈالے''۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحٰی، ایت ۱،۲)

اور فرمایا: وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی o

''اور رات کی قسم جب چھائے''۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الیل، ایت ۱)

اور فرمایا: وَ الْفَجْرِ o وَ لَیَالٍ عَشْرٍ o

''اس صبح کی قسم۔ اور دس راتوں کی''۔ (پارہ ۳۰، سورۃ الفجر، ایت ۱،۲)

اور فرمایا: وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا o فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا o فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا o فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا o فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا o

''قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی۔ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سُم مار کر۔ پھر صبح ہوتے تاراج

کرتے ہیں۔ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔ پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں"۔

(پارہ ۳۰، سورۃ العادیات، ایت ۵۔۱)

اور یہ تو سب کو یقین ہے کہ عرب تمام ممالک سے افضل ہے۔ اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ عربی ہیں اور آسمان سے زمین افضل ہے اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ زمین میں رونق افروز ہیں اور بعض آئمہ کے نزدیک مدینہ پاک مکّہ شریف کے شہر سے افضل ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ اس شہر میں آرام فرما رہے ہیں۔

محدّثین کرام نے فرمایا:

ليلة المولد افضل من ليلة القدر.

"شبِ میلاد شبِ قدر سے افضل ہے"۔

چنانچہ

علامہ احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

سوال:

فان قلت: اذاقلنا بانه عليه الصلوٰة والسلام ولد ليلا فايما افضل ليلة القدر أو ليلة مولده ﷺ؟

اگر تم سوال کرو کہ ہم کہتے ہیں کہ حضور (ﷺ) رات کو پیدا ہوئے تو ان میں کون افضل ہے شبِ میلاد یا شبِ قدر؟

جواب:

اجيب: بان ليلة مولده افضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثة احدها: ان ليلة المولد ليلة ظهوره ﷺ وليلة القدر معطاة له وماشرف بظهور ذات المشرف من اجله اشرف/ مماشرف بسبب ماعطيه ولانزاع فى ذلک فكانت ليلة المولد، بهذا الاعتبار افضل.

شبِ میلاد شبِ قدر سے افضل ہے اس کی تین (۳) وجوہات ہیں:

۱) شبِ میلاد حضور ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور شبِ قدر وہ رات ہے جس میں حضور ﷺ کو ایک عطیہ عطا ہوا تو اس سے وہ افضل ہوا جسے یہ عطیہ ملا۔ اس معنی پر شبِ میلاد شبِ قدر سے افضل ہوئی۔

۲) الثانی: ان لیلة القدر شرفت بنزول الملائکة فیها، ولیلة المولد شرفت بظهوره ﷺ فیها. ومن شرفت به لیلة المولد افضل ممن شرفت بهم لیلة القدر عل الاصح المرتضٰی، فتکون لیلة المولدافضل فتکون لیلة المولد افضل.

شبِ قدر ملائکہ کے نزول سے مشرف ہوئی۔ اور شبِ میلاد حضور ﷺ کی ذات سے مشرف ہوئی تو حضور ﷺ ملائکہ سے افضل ہیں فلہٰذا شبِ میلاد شب قدر سے افضل ہوئی۔

۳) الثالث: ان لیلة القدر وقع التفضل فیها علٰی امة محمد ﷺ ولیلة القدر الشریف وقع التفضل فیها علی سائر الموجودات فهو الذی بعثه اللّٰه ﷻ رحمة للعالمین، فعمت به النعمة علیٰ جمیع الخلائق فکانت لیلة المولد اعم نفعاً فکانت افضل:

لیلۃ القدر میں صرف اُمّتِ حبیب (ﷺ) کو فضیلت ملی اور شبِ میلاد میں جملہ موجودات کے ذرّہ ذرّہ کو شرف ملا کیونکہ حضور ﷺ کُل کائنات کے لئے رحمت ہو کر مبعوث ہوئے تو یہ نعمت جملہ مخلوق کے لئے عام ہوئی۔ اس معنی پر لیلۃ المیلاد نفع کے اعتبار سے افضل ہوئی۔

فائدہ مدة الحمل واختلف ایضاً فی مدة الحمل به، فقیل تسعة اشهر وقیل ثمانیة وقیل سبعة و قیل ستة.

”آپ ﷺ کے مدّتِ حمل کے متعلق اختلاف ہے بعض نے کہا نو (۹) ماہ بعض نے کہا آٹھ (۸) ماہ بعض نے کہا سات (۷) ماہ“۔

مکان الولادة

ولد علیه السلام فی الدار التی کانت لمحمد بن یوسف اخی الحجاج ویقال بالشعب، ویقال بالردم ویقال بعسفان.

اور نبی پاک (ﷺ) کی وِلادتِ مبارکہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کی دار الملکہ میں ہوئی جسے شعب کہا جاتا۔ بعض نے کہا ردم میں بعض نے کہا عسفان میں۔

فائدہ الرضاعة عندالولادة؟ ولادت کے وقت کس نے دودھ پلایا؟

وارضعته ﷺ ثويبه ،عتيقة ابى لهب اعتقها حين بشرته بولادته عليه السلام وقد رؤى ابولهب بعد موته فى النوم فقيل له ماحالك ؟ فقال :فى النار الا اله خفف عنى كل ليلة اثنين ،وامص من بين اصبعى هاتين ماء واشار براس اصبعه وان ذلك باعتاقى لثوية عند مابشرتنى بولادة النبى ﷺ وبارضاعهاله.

قال ابن الجزرى فاذاكان هذابولهب الكافر ،الذى نزل القرآ ن بذمه جوزى فى النار بفرحه ليلة مولد النبى ﷺ به فما حال المسلم الموحد من امته عليه السلام الذى يسر بمولده ويبذل ماتصل اليه قدرته فى محبته ﷺ لعمرى انما يكون جزاؤه من اللّٰه الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم.

خلاصہ یہ کہ ولادت کے وقت آپ (ﷺ) کو **ثُوَیْبَہ** نے دودھ پلایا۔ اُس کے بعد **ابولہب** نے اسے آزاد کیا اس سے **ابولہب** کو جو انعام ملا وہ مشہور ہے۔

الاحتفال بالمولد

میلاد کی محافل کا حال یہ ہے کہ

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون فى لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون فى المبرات ويعتنون بقرأة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه ان امان فى ذلك العام ابشرى عاجلة بنيل البغته والمرام فرحم اللّٰه امرأاتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعياداً ليكون اشدعلة على من فى قلبه مرض وداء ولقدرطنب ابن الحاج (فى المدخل) فى الانكار على ماحدثه الناس من البدع والا هواء والغناء الآلات المحرمة عند عمل المولدالشريف فاللّٰه يثيبه على قصده الجليل ويسلك بناسبيل السنة فانه حسبنا ونعم الوكيل .

ترجمہ اہلِ اسلام ہمیشہ ماہِ میلاد میں محفلیں اور اِن راتوں میں صدقات وخیرات کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں اور پہلے سے زیادہ خیرات کا اہتمام کرتے ہیں اور میلاد شریف کی نعتیں پڑھتے اور سمجھتے ہیں کہ انہی ایام میں برکات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ خواص کا تجربہ ہے کہ سال بھر امان اور نقد انعام ایزدی نصیب ہوتا ہے۔ ان اُمراء کو مبارک ہو جو اِن ایام کو عید مناتے ہیں۔ تا کہ اس پر یہ کوہِ گراں ہو جو میلاد کا منکر ہے۔ ابن الحاج نے المدخل میں اُن لوگوں کی باتیں بری بتائی ہیں جو میلاد شریف کو بُرے طریقے سے کرتے ہیں مثلاً باجے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے ثواب دے گا جو احسن طریق سے محفل میلاد سجاتا ہے۔

۲۔ حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

فان قلت اذاقلنا بانه عليه السلام ولد البلا على القول المرجوح (فايما أفضل ليلة القدر أوليلة مولده عليه السلام) قلت (أحيب بان ليلة مولد عليه السلام أفضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثةا احدها أن ليلة المولد ليلة ظهوره ﷺ وليلة القدر معطاة له وما) أى والذى (شرف بظهور ذات المشرف من أجله أشرف مماشرف بسبب ماأعطيه ولا نزاع فى ذلک) الذى ذكرناه من أن ماشرف الخ وحيث لانزاع (فكانت ليلة المولدافضل من ليلة القدر) بهذا الاعتبار (لثانى) من الوجوه الثلاثة (أن ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة فيها) على أحد الاقوال فى سبب تميتها بذلک والثانى لنزول القرآن فيها والثالث أن الذى يراها يصير ذاقدر والرابع لمايكتب فيها من الاقدار فيها يفرق كل أمر حكيم (وليلة المولد شرفت بظهوره ﷺ ومن شرفت به ليلة المولد أفضل ممن شرفت بهم ليلة القدر) وهم الملائكة (على الاصح المرتضى) عندجمهور أهل السنة من أن النبى أفضل من الملک فأمانبينا ﷺ فأفضل من جميع العالمين اجماعاحكا الامام الرازى وابن السبكى والسراج البلقينى قال الزركشى واستثنوه من الخلاف فى التفضيل بين الملک والبشر فهوأفضل حتى من أمين الوحى خلافا لما وقع فى الكشاف ولذا قال بعض المغاربة جهل الزمخشرى مذهبه فقدأجمسع المعتزلة على استثنا ء المصطفى من الخلاف انتهى نعم زعم أن طائفة منهم كالرمانى خرقواالمصنف وأقر متعقب قال الشهاب الهيتمى فيه احتمال واستدلال بمالا ينتج المدغى لانه ان أن اريد أن تلک اللية ومثلها من كل سنة الى يوم

القيامة أفضل من ليلة القدر فهذه الادلة لا منتج ذلک کماهو جلی وان أريد عين تلک لليلة فليلة القدر لم تكن موجودة اذذاک وانما أتى فضلها فى الاحاديث الصحيحة على سائر ليالى السنة بعد الولادة بمدة فلم يمكن اجتماعهما حتى يأتى بينهما تفضيل وتلک انقضت وهذه باقية الى اليوم وقدنص الشارع ولم أفضليتها ولم يتعرض ليلة مولده ولالا مثالها بالتفضيل أصلافوجب علينا أن نقتصر على ماجاء عنه ولانبتدع شيأ من عند نفوسنا القاصر عن ادراكه الا بتوقيف منه ﷺ على انا وسلمنا أفضلية .لة مولد ،لم يكن فائدة اذلا فائدة فى تفضيل الازمنه الابفضل العمل فيها وأما تفضيل ذات الزمن الذى لايكون العمل فيه فليس له كبير فائدة الى هنا كلامه وهو وجيه ثم اذاقلبا بما قال المصنف وقلما ان الولادتها فهل الافضل يوم المولد أو يوم البعث والاقرب كماقال شيخنا ان يوم المولد أفضل لمن اللّٰه به فيه على العالمين ووجوده يترتيب عليه بعثه فالوجود أصل والبعثة طارئة عليه وذلک قد يقتضى تفضيل المولدلا صالته (فيها شهراماأشرفه) بالفاء (وأوفرحرمة لياليه كانها) لشدة لمعانها وضوئها (لالئى) جمع لؤلؤ (فى العقود) جمع عقد (ياوجها ما أشرقه) بالقاف (من) وجه (مولود فسبحان من جعل مولده للقلوب ربيعا وحسنه بديعا) وأنشد المصنف لغيره بستن هما (يقول لنالسان الحال منه) ﷺ (وقول الحق يعذب) يحلوا (للسميع) ان سألت عن صفاتي وأحوالي (فوجهى والزمان وشهروضعى) فالفاء جواب شرط مقدر (ربيع) المرادبه وجهه ﷺ شبهه بالربيع فى اعتداله وحسنه وورنقه (فى ربيع) أى من الربيع (فى ربيع) أى شهر ربيع المولود فيه ﷺ وقد قال أهل المعانى كمافى السبل كان مولد،فى فصل الربيع وهوأعد الفصول ليلة و نهاره معتد لان بين الحر والبرده يسميه معتدل بين اليبوسة والرطوبة وشمسه معتدلة فى العلوم والهبوط وقره معتدل فى أول درجة من الليالى البيض وينعقد فى سلک هذالنظام ماهيا للّٰه تعالىٰ من أسماء مربيه فى الوالدة والقا بله الامن والشفاء وفى اسم الحاضنته البركة وانما وفى المرضعة الاتى ذكرهما الثواب والحلم والسعد. (زرقانی شرح المواہب الدنیہ، صفحہ ۱۳۶، جلد ۱، مطبوعہ مصر)

اگر تم سوال کرو جب ہم یہ تسلیم کریں کہ حضور ﷺ کی ولادت (قول مرجوح پر) شب کو ہوئی تو پھر بتاؤ کہ لیلۃ القدر اور

شب میلاد میں سے کون افضل ہے؟ تو اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کئی وجوہ سے لیلۃ القدر سے شب میلاد افضل ہے ۔

۱) شب میلاد حضور (ﷺ) کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر ایک عطیہ ہے جو آپ کو عطا ہوئی اور ظاہر ہے کہ ذات اشرف ہوتی ہے اس شے کی بہ نسبت جو اسے عطا ہو اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ اسی لئے ثابت ہوا کہ شب میلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

۲) لیلۃ القدر کی شرافت اس لئے ہے کہ اس میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام بھی لیلۃ القدر یعنی قدر اور شانوں والی رات اور یہ فضیلت لیلۃ القدر کو حاصل ہے کہ اس میں قرآن کا نزول یکبارگی ہوا کہ اسے لوحِ محفوظ میں اتارا گیا نیز جو اس شب کے برکات کو دیکھتا ہے وہ بھی بڑی شان والا ہو جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر لیلۃ القدر کی فضیلت یہ ہے کہ اس میں تقدیریں اور اہم اُمور لکھے جاتے ہیں۔

لیکن شب میلاد کو سب سے بڑی فضیلت یہ نصیب ہے کہ اس میں رسول اکرم (ﷺ) کا ظہور ہوا اور قاعدہ ہے کہ جو چیزیں لیلۃ القدر کی وجہ سے مشرف ہوئیں اُن سے وہ زیادہ فضیلت رکھتی ہیں جو رسول اکرم (ﷺ) کی وجہ سے شرف یاب ہوئیں اور رسول اللہ (ﷺ) کے ظہور کی فضیلت نزولِ ملائکہ کی فضیلت سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ کہاں ملائکہ اور کہاں اِمام الانبیاء (ﷺ)۔ جمہور کا مذہب ہے کہ نبی پاک (ﷺ) نہ صرف ملائکہ سے افضل ہیں بلکہ جملہ عالمین سے افضل ہیں اس پر اہلسنّت کے علاوہ معتزلہ (مسلمانوں کا ایک فرقہ جسکا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہوسکتی ہے) کا بھی اتفاق ہے ۔ بلکہ اُن کے مذہب پر بھی جو ملائکہ کو انبیاء علیہم السلام سے افضل مانتے ہیں لیکن وہ رسول اللہ (ﷺ) کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی پاک (ﷺ) تمام ملائکہ سے افضل ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام سے بھی۔ وہاں زمخشری سے خطا ہوئی کچھ دوسروں سے بھی لیکن یہ غلطی پر ہیں کہ اجماع کے خلاف کر رہے ہیں۔

بہر حال شب میلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے یہی ہمارا مدّعا ہے۔ تیسری وجہ فضیلت یہ ہے کہ لیلۃ القدر صرف اُمّتِ محمدیہ پر ایک لطف وکرم ہے اور یہ صرف اسی اُمّت کو نصیب ہوئی۔ جمہور علماء نے فرمایا کہ سابقہ اُمم میں کسی کو لیلۃ القدر نصیب نہ تھی اور لیلۃ المیلاد کی برکات جمیع موجودات کو نصیب ہوئیں۔ یعنی امتِ مصطفیٰ (ﷺ) کو بھی اور دوسری مخلوق کو

بھی کہ سب کو اسی شب میں عذاب اور خسف و مسخ سے امن نصیب ہوا کیونکہ حضور (ﷺ) کو رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اسی معنٰی پر یہ نعمت جمیع مخلوق کو عام ہے۔ جو شئے نفع میں ہمہ گیر ہو وہ افضل ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر شب قدر سے افضل ہے۔ یہ وُجوہ **صاحب مواہب لدنیہ** نے بتائے اس پر کسی کو انکار بھی نہیں۔ حضرت علامہ اِبنِ حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں احتمال ہے اور استدلال بھی۔ نتیجہ خیز نہیں۔ کیونکہ اگر استدلال ہر لیلۃ المیلاد کے لئے ہے کہ ہر سال لیلۃ المیلاد، لیلۃ القدر سے افضل ہے یہ قول کسی قطار میں نہیں اور نہ کوئی اس کا قائل ہے اور اگر یہ اسی متعین شبِ میلاد کی بات ہے تو بجا لیکن اُس وقت تو شب قدر کا وجود بھی نہ تھا کیونکہ یہ عطاء تو حضور ﷺ کی اعلانِ نبوّت کے بعد ہونی چاہئے کہ ہم اس بارے میں توقّف کریں۔ علاوہ ازیں اس بحث سے کوئی فائدہ بھی نہیں کیونکہ فضیلت کی بات عمل سے ہوتی ہے اور یہ زمانہ عمل کا نہ تھا۔

جواب یہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی رائے ہے۔ ایک اکیلے محدّث کی رائے کو تو ترجیح نہیں دی جاسکتی جب کہ اُن کے مقابلے میں دیگر محدثین اکابر فضیلت کے قائل ہیں۔

ماہِ ربیع الاول کے فضائل

اے وہ مہینہ کہ جس کی ہررات موتیوں کی طرح ہے اور تیری چمک کیسی ہے کہ اس ذات نے ظہور فرمایا کہ جس کی وجہ سے جملہ قلوب میں بہار ہے اور گویا رسول اکرم (ﷺ) نے لسانِ حال سے فرمایا کہ میرا قول میٹھا جو سننے والے کو میٹھا لگے تم اگر میری صفات واحوال پوچھتے ہو تو میرا چہرہ، میرا زمانہ، میرا مہینہ، میرا آنا، رونق در رونق۔ اور علماء نے فرمایا یہ اس لئے کہ آپ کی وِلادت ربیع الاوّل موسمِ بہار میں ہوئی۔ جس کے دن رات اعتدال پر ہوتے ہیں کہ نہ گرم اور نہ سرد۔ اور اللہ عزوجل نے اس کا نظام بھی اس طرح بنادیا کہ آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور آپ کی دودھ پلانے والی **شفاء** اور **حلیمہ سعدیہ** رضی اللہ عنہن۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ شارح امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل سے واضح فرمایا کہ لیلۃ المیلاد شب قدر سے افضل ہے۔

اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا احتمال بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اگرچہ فضیلت صرف اسی شب متعین کی ہے اور اس وقت شبِ قدر کا وجود نہیں تھا لیکن سوال اس کے اس وجود سے نہیں بلکہ اس کے موجود ہونے کے بعد ہے اور بوقتِ سوال اس کا وجود ہے۔ یعنی نفسِ مسئلہ کی حیثیت سے شے کے وجود و عدم سے بحث نہیں ہوتی۔

۳۔ اسی بحث کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تالیف "ماثبت بالسنة" میں بیان فرماتے ہیں کہ

ثم اذاقلنا انه ولد ليلا فتلک الليلة افضل من ا لليلة القدر بلاشبهة لان ليلة المولد ليلة ظهوره ﷺ وليلة القدر معطاة له وما شرف بظهور الذات المشرف من اجله اشرف مما شرف بسبب ماعطاه ولان ليلةالقدر شرف بنزول الملئكة فيها وليلة المولود شرف بظهوره ﷺ ليلة القدر وقع التفضل فيها علے امة محمد ﷺ ولان ليلة المولدا الشريف وقع التفضل فيها علٰى سائر الموجودات فهو الذى بعثه اللّٰه رحمة للعلمين وعمت به نعتمه علٰے جميع الخلائق من اهل السمٰوت والارضين وارضعته ﷺ ثوية عتيقة ابى لهب اعتقداحين بشرته بولادته ﷺ رأى ابولهب بعد موته فى النوم فقيل له ماحالک قال فى النار الاانه خفف كل ليلة اثنين وأَمُصُّ من بين اصبعى هاتين ماء واشار الى راس اصبعيه وان ذالک باعتا فى الثوية عند مابشرتنى بولادة النبى ﷺ وبارضاعها له قال ان الجوزى فاذاكان هذابولهب الكافر الذى نزل القرآن بذمه جوزى فى النار بفرحه ليلة مولدالنبى ﷺ فماحال المسلم من امته يستربمولده ويبذل ماتصل اليه قدرته فى محبته ﷺ لعمرى انما كان جزاء ه من اللّٰه الكريم ان يدخله بفضله له العميم جنات النعيم ولايزال اهل الاسلام يختلفون بشهر مولده ﷺ ويعملون الولا يم ويتصدقون فى ليا ليه بانواع الصدقات ويظهرون السروروزيدون فے المبرات ويعتنو ن بقراء ة مولده الكريم ويظهر عليهم من مكانه كل فضل عميم ومما جرب من خواصه ان امان فى ذلک العام وبشرى عاجل بنيل البغية والمرام فرحم اللّٰه امرءً ااتخذ ليالى شهر مولده المبارک اعباذًا ليكون اشدغلبة علٰى من فى قلبه

مرض وعناد عدن ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی من احدثه الناس من البدع والاھواء والغناء بالالات المحرمة عند عمل المولد الشریف فاللّٰہ تعالیٰ یثیبه علی قصیده الجمیل ویسلک بناسبل السنة فانه حسبنا ونعم الوکیل.

(ما ثبت بالسنۃ، مطبوعہ لاہور، ص ۵۹، ۶۰)

ترجمہ پھر جب ہم کہیں کہ ولادتِ مبارکہ شب کو ہوئی تو پھر وہ شب لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ کیونکہ لیلۃ القدر آپ ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر آپ ﷺ کو ایک عطیہ عطا کردہ ہے کیونکہ ذات پاک افضل ہے عطا سے۔ علاوہ ازیں لیلۃ القدر میں ملائکہ کا نزول ہوا اور لیلۃ المیلاد میں حضور نبی پاک (ﷺ) کا ظہور ہوا اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کا ظہور ملائکہ کے نزول سے افضل ہے۔ پھر یہ کہ لیلۃ القدر سے صرف اُمّتِ مصطفیٰ (ﷺ) کا فائدہ ہوا اور لیلۃ المیلاد سے جملہ کائنات بہرہ ور ہوئی۔ جس کا نفع عام ہے وہ خاص نفع والی شے سے افضل ہوتی ہے۔

فائدہ آپ (ﷺ) کو **ثُوَیْبَہ** نے دودھ پلایا۔ اُسے **ابولہب** نے آزاد کردیا۔ جب اُس نے **ابولہب** کو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ جب ابولہب مرا تو خواب میں دیکھا گیا تو اس سے حال پوچھا گیا اس نے کہا **شبِ پیر** مجھے پر (عذاب میں) تخفیف ہوتی ہے اور اُنگلی سے مجھے پانی پینا نصیب ہوتا ہے اس لئے کہ میں نے **ثُوَیْبَہ** کو آزاد کیا جب اُس نے مجھے ولادتِ مصطفیٰ (ﷺ) کی خوشخبری سنائی۔ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کافر کی مذمت قرآن میں ہے۔ ولادت کی خوشخبری پر ثویبہ کو آزاد کرنے پر انعام ملا تو مومن کو کتنا فائدہ نصیب ہوگا جو ولادت کی خوشی کرتا اور مال لٹاتا ہے۔ اس کی جزا یہ ہے کہ اسے اللہ عزوجل جنت میں داخل کرے۔ اسی لئے اہلِ اسلام میلاد کی محفلیں سجاتے ہیں اور اس مہینے میں قسم قسم کے کھانے پکا کر خیرات کرتے ہیں۔ اسی لئے انہیں میلاد کی برکات نصیب ہوتی ہیں اور تجربہ شاہد ہے کہ میلاد سے سال بھر امان ہوتی ہے اور فضلِ عمیم (فضلِ تمام) بھی۔ مبارکباد کا مستحق ہے وہ مومن جو میلاد اور ان راتوں میں عیدوں کی طرح خوشی کرتا ہے تاکہ بغض کرنے والے کا دل جلے۔ ہاں ابن الحاج کے مدخل میں انکار دوسری وجہ سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس میں گانے باجے بجاتے اور غلط کام کرتے ہیں اور جو نیک نیتی سے میلاد کرتا ہے اسے اللہ عزوجل ثواب عطا کرتا ہے۔

بہرحال شیخ محقق قدس سرہٗ نے بھی لیلۃ المیلاد کو شب قدر سے افضل مانا ہے اور وہی دلائل دیئے ہیں جو اسلاف رحمہم اللہ نے دیئے۔

٤۔فتاویٰ عبدالحئی لکھنوی:

عبدالحیٔ لکھنوی کو مخالفین کے بعض اہلِ علم حضرات چودھویں (۱۴) صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ غیر مقلدین اور بعض دیوبندی مُجدد نہ سہی، محقق ضرور مانتے ہیں۔ ان کی درسِ نظامی کی کافی کُتُب پر حواشی (حاشیے) ہیں اور درجنوں عربی تصانیف کے مصنف مشہور ہیں وہ لکھتے ہیں:

نوٹ: سوال وجواب فارسی میں ہیں فقیر اس کا ترجمہ عرض کر رہا ہے۔

ترجمہ:

(سوال)

شبِ قدر کی فضیلت قرآنِ مجید میں منصوص (تحقیق کی گئی ہے) ہے لیکن بعض محدثین شبِ میلاد کو لیلۃ القدر سے افضل مانتے ہیں ہم اِن دونوں میں سے کیا سمجھیں؟

(جواب)

فضیلتِ شب قدر یعنی لیلۃ القدر تمام راتوں پر منصوص اور ثابت ہے اس کے چند وجوہ ہیں۔

۱) اسی رات میں ملائکہ اور ارواح زمین پر اُترتے ہیں۔

۲) اسی رات میں شام تا صبح تجلّی آسمانِ اوّل پر ہوتی ہے۔

۳) نزولِ قرآنِ مجید اور لوحِ محفوظ آسمانِ اوّل میں اسی شب میں ہوا اور احادیث میں بھی اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اسی رات کی عبادت کا ثواب ہزار (۱۰۰۰) ماہ سے زیادہ ہے۔ اس میں اُمتِ محمدیہ (ﷺ) کی تسلّی کے لئے فرمایا ہے۔

لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ٥

”شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر“۔ (پارہ ۳۰، سورۃ القدر، آیت ۳)

نیز احادیث میں اس رات میں عبادت میں مصروف رہنے کی ترغیب وارد ہے وغیرہ وغیرہ۔ محدثین نے جو شبِ میلاد

کو لیلۃ القدر سے افضل بتایا ہے وہ عبادت کے اعتبار سے نہیں کیونکہ ثواب کا بیان توقیفی ہے قیاسی نہیں اور ہمیں اس بارے میں کوئی روایت نہیں ملی کہ شبِ میلاد میں بھی عبادت کا وہی ثواب ہے جو لیلۃ القدر میں ہزار(۱۰۰۰) ماہ سے بہتر۔ ہاں لیلۃ المیلاد کی فضیلت لیلۃ القدر پر اس کی ذاتی ہے جو اسے اللہ عزوجل کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔

"العقیدۃ الھمزیہ فی احوال خیر البریہ" میں ہے "تتباھی بک العصور" تیری وجہ سے زمانے نازاں ہیں۔ یہ وہ کرم بالائے کرم ہے جو **بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔**

اس کے بعد مولانا لکھنوی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "ماثبت بالسنۃ" کا حوالہ لکھا ہے۔ وہ اس سے قبل فقیر حوالہ مع ترجمہ لکھ چکا ہے۔ ہاں علامہ ابنِ حجر قدس سرہ کا ارشاد خوب ہے، فرمایا زمان ومکان کی فضیلت اس ذات کی وجہ سے جو اس میں ہے پھر اس ذات کی شرافت وبزرگی کے پیشِ نظر وہ زمان ومکان مکرم ومعزز ہوتے ہیں۔ اس قاعدہ پر شب میلا دلیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اِنتباہ: اس سے بڑھ کر اور حوالہ جات کیا چاہئیں؟ اہلِ محبت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

افضلیتِ شبِ میلاد برلیلۃُ القَدر

یہ مسئلہ نہ اعتقادی ہے، نہ اس پر کوئی حکم مرتب ہوتا ہے۔ بابِ فضائل میں سے ہے۔ جو رسول اللہ (ﷺ) کے فضائل کے قائل ہیں اُن کے لئے یہ مسئلہ کوئی دشوار نہیں، منکر اگر بغض وعداوت کی بیماری میں مبتلا ہے تو اُس کا کوئی علاج نہیں۔ اگر تحقیق متلاشی ہے تو اُس کے لئے محدّثین کرام کا بیان کافی ہے۔ علماء کرام کی آراء اُس کے لئے دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے منکر کو کافر یا فاسق بھی نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اگر بغض وعداوت کا مظاہرہ کرتا ہے تو جو حکم مبغض کا ہے وہی اس کے لئے۔

باقی رہا کہ لیلۃ القدر کی فضیلت قرآنی نص ہے تو اس کا جواب مولانا عبدالحیٔ لکھنوی مرحوم نے سمجھا دیا ہے کہ لیلۃ القدر کی فضیلت عبادت کے ثواب کے متعلق ہے اور وہ حق ہے۔ ہم لیلۃ المیلاد کی عبادت لیلۃ القدر کی طرح نہیں کہتے بلکہ لیلۃ المیلاد ذاتی ہے جو رسول اللہ (ﷺ) کی نسبت کی برکت ہے اور رسول اکرم (ﷺ) کی نسبت کے برکات کا مقابلہ لیلۃ القدر سے نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ اہلِ علم کے سامنے اظھر من الشمس ہے۔ چند نمونے فقیر لیلۃ المیلاد کی برکات کے عرض کرتا ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: شبِ میلاد بکثرت معجزات کا ظہور ہوا۔ اِن کے مقابلے میں ہزاروں لیلۃُ القدر کی برکات کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ چند معجزات ملاحظہ ہوں۔

معجزات

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بطن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں جب رسول اکرم (ﷺ) تشریف لائے تو زمانۂ حمل میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو آپ (ﷺ) کی برکت سے وہ عجیب وغریب اور نادر و نایاب واقعات پیش آئے جو سیرت کی کتابوں اور احادیث میں مذکور ہیں۔ ان بحورِ ذخار میں سے ہم صرف وہی اُمور جو حقیقی حالات کی وضاحت کرتے ہیں اور وہ احادیث لکھیں گے جو صحیح کتب کی احادیث میں مشہور و معروف اسناد کے ساتھ مرقوم ہیں۔ اللہ عزوجل اس کام کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

قحط سالی ختم ہوگئی:

روایت ہے کہ حمل مبارک (ﷺ) سے پہلے قریش سخت قحط اور تنگی ترشی کے عالم میں مبتلا تھے لیکن بطنِ آمنہ رضی اللہ عنہا میں رسول اکرم (ﷺ) کی تشریف ارزانی کے ساتھ ہی سرزمین مکہ سرسبز اور درخت بارآور ہوگئے اور قریش کو ہر سمت سے آمدنی ہونے لگی۔ اسی لئے قریش نے اس سال ۵۷۰ء کا نام جس میں رسول اکرم (ﷺ) بطن مادر میں تشریف لائے تھے ”سالِ فراخی و مسرت“ رکھا۔

پیٹ نہ پُھولا :

ابنِ اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی تھیں ”جب محبوبِ ربّ العالمین (ﷺ) میرے پیٹ میں آئے تو ایک دن میں نیند و بیداری کی درمیانی حالت میں تھی کہ ایک غیبی آواز آئی اے آمنہ (رضی اللہ عنہا)! تمہارے پیٹ میں امت کا سردار ہے اور مجھے مطلق علم نہ تھا کہ میں حاملہ ہوں کیونکہ مجھے کسی قسم کی گرانی نہ تھی اور میری وہ حالت نہ تھی جو دوسری خواتین کی ہوتی ہے البتہ ایام بند ہو جانے پر تعجب تھا۔

پیٹ میں نور:

ایک حدیث میں مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) نے فرمایا: دوسری خواتین کی بہ نسبت میری والدہ ماجدہ کے پیٹ کے اندر میں بھاری محسوس ہوا تو انہوں نے اپنی سہیلیوں وغیرہ سے اس کی شکایت کی۔ پھر اسی شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اس پیٹ میں جو ہیں وہ نور ہیں (آخر حدیث تک)۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ (ﷺ) کی والدہ ماجدہ کو زمانۂ حمل میں ثقل محسوس ہوا'' اس حدیث کے سوائے باقی تمام دیگر احادیث میں ہے کہ آپ (ﷺ) کی والدہ ماجدہ کو زمانۂ حمل میں کوئی ثقل اور بوجھ محسوس نہیں ہوا۔

حافظ ابونعیم نے مذکورہ بالا احادیث میں یوں مطابقت دی ہے کہ ابتدائی دنوں میں تو آپ کو ثقل محسوس ہوا لیکن حمل کے زیادہ سے زیادہ مہینوں میں آپ کو کوئی ثقل اور بوجھ معلوم نہیں ہوا اور یہ دونوں حالتیں عام عادت کے بالکل خلاف وقوع پذیر ہوئیں۔

ابوذکریا یحییٰ بن عائذ کا بیان ہے کہ رسالت مآب (ﷺ) اپنی والدہ کے پیٹ میں پورے نو ماہ رہے۔ اس زمانے میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں درد، مروڑ اور ریاح وغیرہ کی کوئی شکایت نہیں ہوئی اور دوسری حاملہ خواتین کی مانند آپ کو کوئی عارضہ نہیں ہوا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں ''بخدا میں نے کسی کو بھی اپنے سے زیادہ ہلکے حمل میں نہیں دیکھا اور یہ حمل بڑا ہی برکت والا ہے۔''

ابونعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے لکھا ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں ''جب حمل کو چھ ماہ ہو چکے تو کسی آنے والے نے خواب میں آ کر مجھ سے کہا اے آمنہ (رضی اللہ عنہا) تمہارے پیٹ میں دو عالم کے بہترین سردار ہیں۔ وضع حمل پر آپ کا اسمِ گرامی محمد (ﷺ) رکھنا! اور اپنا حال پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، دوسری خواتین کی مانند میرے وضع حمل کا زمانہ بھی قریب آ گیا۔ پھر آپ (رضی اللہ عنہا) نے جو عجیب وغریب اُمور دیکھے تھے، وہ بیان کئے۔ مثلاً پرند دیکھے جن کی چونچ زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے اور کچھ مرد وزن ہوا میں اس طرح پرواز کرتے دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے، نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری آنکھوں سے پردے اٹھا دیئے اور میں نے مشرق ومغرب کی زمینیں دیکھیں۔ اس کے علاوہ تین پرچم اس طرح دیکھے کہ ان میں سے ایک

مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت میں نصب تھا۔

پھر مجھے دردِزہ ہوا اور رسول اکرم (ﷺ) کی ولادت اس طرح ہوئی کہ آپ (ﷺ) سجدہ میں تھے اور جیسے کوئی عاجزی گریہ وزاری کرتا ہے ویسے ہی آپ (ﷺ) کی حالت تھی اور آپ (ﷺ) انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ اس کے بعد میں نے ایک سفید اُبر دیکھا کہ جس نے آسمان سے آکر آپ (ﷺ) کو ڈھانپ لیا اور پھر آپ میرے پاس سے غائب ہوگئے ۔ اسی دوران میں نے ایک آواز سنی، منادی یہ بانگِ دہل کہہ رہا تھا۔ آپ (ﷺ) کو سرزمین مشرق ومغرب کی سیر کراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ تاکہ وہ آپ (ﷺ) کے متبرک نام سے متعارف ہوجائیں۔ آپ (ﷺ) کی نعت وصفات اور صورت سے واقف ہوجائیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ (ﷺ) کا متبرک نام ''ماحی'' ظلم وشرک وغیرہ کو مٹانے والا ہے۔ اب کسی قسم کی بُت پرستی کا وجود باقی نہ رہے گا اور آپ (ﷺ) کے عہد میں شرک وبت پرستی محو ہوجائے گی ۔ اس اعلان کے بعد ہی وہ چھایا ہوا بادل آپ (ﷺ) پر سے چھٹ گیا۔

بوقتِ ظہور نور:

محمد بن سعد نے جماعت محدّثین حضرت عطاء وعبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کے ذریعہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب کی زبانی لکھا ہے کہ رسالت مآب (ﷺ) کی وِلادت کے وقت آپ (ﷺ) کے ساتھ ایسا نور نکلا جس سے مشرق ومغرب کی ہر چیز روشن دکھائی دی۔ اور آپ (ﷺ) کی ولادت اس طرح ہوئی کہ آپ (ﷺ) اپنے ہاتھوں کے سہارے زمین پر آئے۔ پھر آپ (ﷺ) نے اپنی مٹھیاں زمین سے اٹھائیں اور سرِ مبارک آسمان کی جانب بلند فرمایا۔ طبرانی کی تحریر ہے کہ رسالت مآب (ﷺ) جب پیدا ہوئے تو آپ (ﷺ) کی مٹھیاں بند نہ تھیں البتہ انگشت شہادت اس طرح اٹھائے ہوئے تھے گویا **سبحان اللہ** پڑھ رہے ہوں۔

عجائباتِ ولادت:

رسول اکرم (ﷺ) کی ولادت باسعادت کے عجائبات کے منجملہ امام بیہقی وابونعیم نے یہ روایت تحریر کی ہے وہ یہودی جو

بحیثیت تاجر مکہ معظمہ میں مقیم تھا اس نے اس رات جس میں رسالت مآب (ﷺ) اس دنیا میں تشریف فرما ہونے والے تھے کہا کہ اے گروہِ یہود! احمدِ مجتبیٰ (ﷺ) کا ستارہ طلوع ہوا ہے اور آج کی شب وہ تولد ہوں گے۔

کرشمۂ ولادت:

رسالتِ مآب (ﷺ) کی وِلادت کے وقت شاہِ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ بحیرۂ طبریہ خشک ہوگیا۔ فارس میں آتش پرستوں کی وہ آگ جو عرصہ سے مسلسل جاری تھی آپ (ﷺ) کی ولادت کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہوگئی۔ یہ روایت اکثر لوگوں نے لکھی ہے۔

ایوانِ کسریٰ کے چودہ (۱۴) کنگرے گرنے میں اس اَمر کی طرف اشارہ تھا کہ فارس کے صرف چودہ (۱۴) بادشاہ ہوں گے۔ چنانچہ چار سال کی مدت میں دس بادشاہ ہوئے اور بقیہ چار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک بادشاہت کی۔ (مواہب لدنیہ)

علاوہ ازیں، آپ (ﷺ) کی ولادتِ باسعادت کے سبب آسمانی خبروں کی حفاظت کے لئے شہاب ثاقب مقرر کئے گئے اور شیطان کی کمین گاہیں مسدود کردی گئیں۔ نیز شیطانوں کی چوری چھپے آسمانی باتیں سننے کی اللہ عزوجل نے ممانعت فرمادی۔

مختون وناف بریدہ:

ابو ہریرہ وابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) **مختون** اور **ناف بریدہ** پیدا ہوئے۔ (اوسط از طبرانی)

علاوہ ازیں ابونعیم، خطیب اور ابنِ عساکر نے متعدّد اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی رسالت مآب (ﷺ) کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ میرے رب کی جانب سے میری بزرگی وکرامت یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میری شرم گاہ نہیں دیکھی۔

اسے مختار نے بھی صحیح لکھا ہے۔

حاکم نے اپنی مستدرک میں تحریر کیا ہے کہ متواتر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) مختون

پیدا ہوئے۔ متواتر احادیث سے حاکم کی مراد یہ ہے کہ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ بکثرت درج ہے۔ اور یہی مشہور بھی ہے اور متواترِ احادیث سے ان کا مقصد آئمہ محدثین کی اِصطلاح ''طریقہ اسناد'' نہیں ہے۔ اس روایت کی خصوصیت کو بعض محدثین نے ضعیف بھی لکھا ہے جس کی صراحت کرتے ہوئے ابنِ قیم نے تحریر کیا ہے کہ ختنہ شدہ ہونا صرف رسول اکرم (ﷺ) کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کیونکہ اکثر لوگ ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں۔ معجزہ ناف بریدہ پر منکرین حدیث اور دیگر ملحدوں نے اعتراضات اٹھائے۔ فقیر نے ان کے جوابات عقلیہ ونقلیہ لکھے اور وہ رسالہ ''معجزہ ناف بریدہ کی تحقیق'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

نورِ ازلی کا ظہور:

شب میلاد اس نور کا ظہور ہوا جس کے طفیل کائنات وجملہ برکات (انہی میں برکاتِ لیلۃ القدر بھی ہیں) جملہ عوالم کو نصیب ہوئیں۔ چنانچہ احادیث میں ہے کہ ''جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو اپنے حبیب پاک ﷺ کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطورِ ودیعت رکھا۔ اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتابِ آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ اور اِن سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء علیہا السلام سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک وپاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے۔ یہاں تک وہ کہ نور حضرت حواء علیہا السلام کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء علیہا السلام کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایامِ حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاسِ ادب کی تعظیم حضرتِ حواء علیہا السلام سے مقاربت ترک کردی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا۔ یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا۔ اس طرح یہ نور پاک، پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا اور ان سے بناء برقول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ (ﷺ) کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

نورالنبی (ﷺ) کاکمال:

اِسی نور کے پاک وصاف رکھنے کیلیئے اللہ عزوجل نے حضرت محمد ﷺ کے تمام آباؤ امہات کوشرک وکفر کی نجاست اور زِنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اِسی نور کے ذریعہ سے حضرت محمد ﷺ کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین ومرجعِ خلائق تھے۔ اِسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اِسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اِسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتشِ نمرود گلزار ہوگئی اور اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات پر اللہ عزوجل کی عنایات بے بہا ہوئیں۔

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خراجِ عقیدت

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قصیدہ نعمانیہ میں فرمایا:

انت الذی لولاک ماخلق امرء
کلاولا خلق الوریٰ لو لا کا

انت الذی من نورک للبدرالسنا
والشمس مشرقۃ بنوربھا کا

انت الذی لما توسل اد
من زلۃ بک فاز وھو اباکا

وبک الخلیل دعافعادت نارہ
برداوقد خمدت بنورسناکا

ودعاک ایوب لضر مسه
فازیل عنه الضر حین دعاکا

وبک المسیح اتی بشیرامخبرا
بصفات حسنک مادحالعلاکا

کذلک موسٰی لم یزل معوسلا
بک فی القیٰمة محتما بحماک

والانبیآء وکل خلق فی الوریٰ
والرسل والا ملاک تحت لواکا

ترجمہ:

آپ (ﷺ) کی ذات وہ مقدّس ذات ہے کہ اگر آپ (ﷺ) نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ آپ (ﷺ) وہ ہیں کہ آپ (ﷺ) کے نور سے چاند کی روشنی ہے اور سورج آپ (ﷺ) ہی کے نورِ زیبا سے چمک رہا ہے۔ آپ (ﷺ) وہ ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے لغزش کے سبب سے آپ (ﷺ) کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہوگئے۔ حالانکہ وہ آپ (ﷺ) کے باپ ہیں۔ آپ (ﷺ) ہی کے وسیلہ سے خلیل علیہ السلام نے دعا مانگی تو آپ (ﷺ) کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہوگئی اور بجھ گئی اور ایوب علیہ السلام نے اپنی مصیبت میں آپ (ﷺ) ہی کو پکارا تو اس پکارنے پر اُن کی مصیبت دور ہوگئی اور مسیح علیہ السلام آپ (ﷺ) ہی کی بشارت اور آپ (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کی صفاتِ حسنہ کی خبر دیتے اور آپ (ﷺ) کی مدح کرتے ہوئے آئے۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام آپ (ﷺ) کا وسیلہ پکڑنے والے، قیامت میں آپ (ﷺ) کے سبزہ زار میں پناہ لینے والے رہے اور انبیاء اور مخلوقات میں سے ہر مخلوق اور پیغمبر اور فرشتے آپ (ﷺ) کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

عارف جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی ترجمانی فرمائی:

وصلی الله علیٰ نور کزوشد نورها پیدا
زمین از حب اوساکن فلك درعشقِ اوشیدا
محمد، احمد، محمود وے را خالقش بستود
کزوشد بودهر موجود زوشد دیدها بینا
اگرنام محمدرا نیاوردے شفیع آدم
نه آدم یافتے توبه،نه نوح از غرق نجینا
نه ایوب از بلا راحت نه یوسف حشمت وجاهت
نه عیسیٰ آں مسیحا دم نه موسیٰ آں یدبیضا

ترجمہ: اللہ عزوجل اس نور پر صلوٰۃ بھیجے جس سے تمام نور پیدا ہوئے۔ اس کی محبت میں زمین ساکن اور فلک اس کے عشق میں شیدا ہے۔

اس کے خالق نے اسے محمد، احمد، محمود سے تعریف فرمائی ہے اس کی وجہ سے ہر وجود موجود ہوا اور ہر دیکھنے والے کو بینائی نصیب ہوئی۔

اگر محمد (ﷺ) کو آدم علیہ السلام شفیع نہ بناتے تو نہ آدم علیہ السلام کو توبہ نصیب ہوتی نہ نوح علیہ السلام کشتی میں نجات پاتے۔

نہ ایوب علیہ السلام بلا سے راحت پاتے، نہ یوسف علیہ السلام کو حشمت اور جاہ وجلال نصیب ہو۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحائی ملتی، نہ موسیٰ علیہ السلام یدِ بیضا سے نوازے جاتے۔

یہی عارف جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف **یوسف وزلیخا** میں لکھتے ہیں ؎

چو آدم دراه هستی قدم زد
زمهرآئی صبح آراش دم زد
جودش گرنگشتے راه مفتوح
بجودے کے رسیدے کشتئ نوح

خلیل ازوے نسیمے یافت کآتش

بروشد چوں گلستان خرم وخوش

مسیح از مقدم اومژدہ گوئی

کلیم ازمشعل از شعلہ جوی

بمصر جاھش از کنعان رسید

غلامی بود یوسف زر خرید

دراں وادی کہ صالح ناقہ کش بود

بیاد محملش فرحاں وخوش لود

ترجمہ: (۱) جب آدم علیہ السلام نے عالمِ ہستی میں قدم رکھا تو حضور ﷺ کی محبت کا دَم بھرا۔

(۲) اگر حضور ﷺ کے جُود وسخا کا دروازہ نہ کھلتا تو جودی پہاڑ پر نوح علیہ السلام کی کشتی نہ پہنچتی۔

(۳) ابراہیم علیہ السلام نے بھی آپ کی نسیم کی خوش بو پائی تو اُن پر نار گلزار ہوئی۔

(۴) موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے نوری شعلہ سے مشعل کی تلاش میں تھے۔ وہ بھی آپ کی آمد کا مژدہ سناتے رہے۔

(۵) یوسف علیہ السلام اگرچہ زر خرید غلام تھے لیکن آپ ﷺ کی وجہ سے وہ کنعان سے نکل کر مصر میں بادشاہ بنے۔

(۶) صالح علیہ السلام وادی میں ناقہ کش تھے تو آپ ﷺ کی خوشی سے فرحاں وشاداں تھے۔

فائدہ: حضرت علامہ صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

روایت ہے کہ آپ (ﷺ) جب شبِ معراج سِدرہ سے آگے تشریف فرما ہوئے تو بارگاہِ ایزدی سے ندا آئی۔ اس میں راز جو تھے سو تھے۔ پھر سرکارِ دوعالم (ﷺ) نے حضرتِ آدم علیہ السلام کی مدح بیان فرمائی کہ یا اللہ عزوجل تو نے اِن کو جنت میں بسایا اور فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ سے ندا آئی:

یامحمد لولاانہ شوق علیہ نورسرک الذی تقادم ماقلنا للمٓئکۃ اسجد ولآدم

ترجمہ: ہم نے تیرے (ﷺ) ہی نور کو دیکھتے ہوئے تعظیم وتکریم کا حکم فرمایا، ابلیس بھی تیرے (ﷺ) نورِ پاک کی بے ادبی سے ملعون ہوا۔ محبوب (ﷺ) سب تیرے لئے تھا۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے مناقب بیان فرمائے یا اللہ عزوجل ان کو تو نے آسمان پر بلالیا ہے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ سے ندا آئی:

انما رفع ادریس الی السماء ینظر الیک ویسیر فی ھذہ اللیلۃ بین یدیک.

ترجمہ: محبوب (ﷺ) ادریس (علیہ السلام) کو تیرے ہی انوار دکھانے کی خاطر آسمان پر بلایا گیا ہے۔ وہ تو تیرا خادم بن کر آج کی رات ترے آگے چلے گا۔ محبوب (ﷺ) سب کچھ تیرے لئے ہی کیا تھا۔

پھر آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کے فضائل بیان فرمائے۔ یا اللہ عزوجل تو نے ان کو طوفان سے نجات دی۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ سے ندا آئی:

لولا انہ اقسم علینا بجمالک مانجا ومن معہ من المھالک .

ترجمہ: محبوب (ﷺ) نوح نے تیرے نور وجمال پاک کی قسم دی، پھر میں نے تیرے نور کے سبب سے اس کو نجات دیدی۔ محبوب (ﷺ) سب کچھ تیرے ہی لئے کیا تھا۔

پھر آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناقب بیان فرمائے۔ یا اللہ عزوجل تو نے ان کو نارِ نمرود سے نجات دی اور ان کی قربانی منظور فرمائی۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ سے ندا آئی:

لولا انہ أشرق علیہ نور وجھک الکریم مانجا من نار النمرود ولا فدیٔ انہ بذبح عظیم .

(نزہۃ المجالس)

ترجمہ: اگر آپ (ﷺ) کا نور ان کے ہاں نہ ہوتا تو وہ نارِ نمرود سے نجات نہ پاتے اور نہ ہی اس کے بیٹے کے لئے ذبح عظیم فدیہ ہوتا۔

رونقیں ہی رونقیں :

امام حلبی و امام سیوطی رحمہما اللہ نے لکھا کہ:

وکانت تلک السنة التی حمل فیها برسول اللّٰه ﷺ یقال لها سنة الفتح والا بتهاج فان قریش کانت قبل ذلک فی جذب وضیق عظیم

،فاحضرت الارض ،وحملت الأشجار وأتاهم الرغد من کل جانب فی تلک السنة .

”جس سال نورِ محمدی (ﷺ) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ودیعت ہوا وہ فتح ونصرت، تروتازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا، اہلِ قریش اس سے قبل معاشی بدحالی، عسرت اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ وِلادت کی برکت سے اس سال اللہ عزوجل نے بے آب وگیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی اور سوکھے درختوں کی پژمردہ شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے لاد دیا۔ اہلِ قریش اس طرح ہر طرف سے کثیرِ خیر آنے سے خوشحال ہوگئے۔“

(السیرۃ الحلبیہ ۱:۷۸۔ الخصائص الکبریٰ ۱:۴۷)

عطائے اولادِ نرینہ :

ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کے سال ولادت میں اتنا فضل وکرم اور بے پایاں بخشش فرمائی کہ اس سال دنیا کی ہر خاتون کے ہاں اولادِ نرینہ ہوئی۔ (سبحان اللّٰه)

چنانچہ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

عن عمر بن قتیبة قال سمعت أبی وکان من أوعیة العلم قال لما حضرت ولادة آمنة قال اللّٰه تعالیٰ للملائکة افتحوا أبواب السماء کلها وابواب الجنان وألبست الشمس یومئذ نوراعظیماً وکان قد أذن اللّٰه تعالیٰ تلک السنة لنساء الدنیا أن یحملن ذکوراً کرامة لمحمد ﷺ.

عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا جو متبحر عالم تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادتِ باسعادت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو۔ اس روز

سورج کو عظیم نور پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کے لئے یہ مقدّر کر دیا کہ وہ حضور (ﷺ) کی برکت سے لڑکے جنیں۔ (ا۔ انوار محمدیہ ﷺ النبھانی: ۲۲، السیرۃ الحلبیہ :۱/۷۸)

شبِ میلاد نورِازلی کی آمد :

پورا سال ولادتِ مصطفوی (ﷺ) کی خوشی میں اللہ عزوجل نے اپنی رحمتوں کے نزول کے ذریعے جشن منایا، لیکن جب ظہورِ قدسی کی وہ سعید گھڑیاں قریب آئیں جن کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا اور گردشِ ماہ وسال کا وہ لمحہ جس کے دامن میں خداوندِ قدوس نے ساری ازلی وابدی سعادتیں سمیٹ کر اسے رشکِ کون ومکاں بنانا تھا اور گلشنِ ہستی کو بہارِ جاوداں سے نوازنے کے لئے اور منصہ عالم کو اپنی نورانی ضیا پاشیوں سے مزیّن ومنوّر کرنے کے لئے اللہ عزوجل کی حسین کائنات کا بہترین شاہکار جلوہ گر ہونے والا تھا تو خود خالقِ موجودات جل جلالہ نے اس خلاصۂ کائنات کی آمد پر ایسی خوشی، مسرّت اور محبت کا اظہار فرمایا کہ کوئی عالم امکان میں اس طرح کا جشن نہیں منا سکے گا۔ اور واقعی محبِّ حقیقی نے اپنے محبوب (ﷺ) کے اِستقبال پر دنیائے محبت میں اپنی محبت کے شایانِ شان وہ نمونہ دکھایا کہ کوئی محبّ اپنے محبوب کو اس طرح خوش آمدید کہنے کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بالکل مناسب ہوگا کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کی دنیا میں آمد پر کُل کائناتِ پست وبالا کی ہر چیز کو اس موقع پر مزیّن کر کے استقبال فرمایا۔ مشرق سے مغرب تک اللہ عزوجل نے اتنا چراغاں کیا کہ کائنات کی ہر چیز چمک اُٹھی اور نورِ نبوی (ﷺ) نے اسے اپنے جلوِ میں لے لیا۔ چنانچہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جن کی آغوشِ سعید کو اللہ عزوجل نے اس نورِ پاکِ نبوی (ﷺ) کی پہلی جلوہ گاہ بنایا اور اس نورِ نبوّت کو جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک لاکھوں سعادت مند صلبوں اور پاک طینت رحموں سے ہوتا ہوا آخری بار جن کے صدفِ رحم میں متمکن ہوا اور جنہیں نبی آخرالزّمان، ہادی انس وجاں، شہنشاہِ ہر دو جہاں (ﷺ) کی والدہ ماجدہ ہونے کا عدیم النظیر شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے اس عظیم جگر گوشہ کی پیدائش کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فلما فصل منی خرج معه نوراضاء له بين المشرق الى المغرب.

”جب سرورِ کائنات (ﷺ) کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے مشرق تا مغرب سب آفاق روشن ہوگئے۔“ (ا۔ طبقات ابن سعد: ۱/۱۰۲) (سیرۃ الحلبیہ: ۱/۹۱)

فائدہ: ایک روایت یوں مروی ہے:

انه خرج منی نوراضا لی به قصور من ارض الشام وفی روایة: أضاء له قصورالشام واسواقها حتی رأیت اعناق الابل ببصری“.

”بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیا پاشیوں سے سرزمینِ شام میں بصرہ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہوگئے۔ اسی قسم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نور سے ملکِ شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصرہ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔“

(سیرۃ ابن ہشام، ۱۱۱، طبقات ابن سعد، ۱/۹۱)

اسی نور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ (ﷺ) کے محترم چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اپنے ایک نعتیہ قصیدہ میں جو انہوں نے آنحضور (ﷺ) سے اجازت لے کر غزوۂ تبوک سے لوٹتے ہوئے سنایا، فرماتے ہیں:

وانت لماولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن ذالک الضیاوفی النور سبل الرشاد تخترق

”جب آپ (ﷺ) پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہوگئے۔ پس ہم اِسی نور و ضیا میں رشد و ہدایت کی راہوں کی طرف گامزن ہیں۔“ (سیرۃ الحلبیہ: ۹۲)

شبِ میلاد نور ھی نور :

۱)...... حضرتِ آمنہ رضی اللہ عنہا نے ملکِ شام اور دیگر عجائبات حالتِ بیداری میں ملاحظہ فرمائے نہ کہ خواب میں۔ مثلاً

وھذاظاھر فی أنھارات ذلک النور یقظة.“ (سیرۃ الحلبیہ: ۹۲)

۲)...... ایک دفعہ حضور (ﷺ) کے گرد صحابہ رضوان اللہ علیہم اس طرح جھرمٹ بنائے بیٹھے تھے جیسے چاند کے گرد نور کا ہالہ ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے۔ تو آپ (ﷺ) نے جواب

میں فرمایا:

انادعوة ابی ابراهیم وبشری عیسیٰ ابن مریم ورأت امی أنه خرج منها نور أضاء ت له قصور الشام. (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین)

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی بشارت ہوں، میری والدہ ماجدہ نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا جس سے محلات شام روشن ہوگئے۔

۳) جب نورِ محمدی (ﷺ) بطورِ امانت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں منتقل ہوا وہ رات جمعۃ المبارک کی رات تھی۔ اس رات اللہ جل جلالہ نے رضوانِ جنت کو جنت کے سارے دروازے کھول دینے کا حکم دیا اور ایک منادی کو یہ ندا دینے پر مامور فرمایا کہ وہ سعید ساعت قریب آگئی ہے جس میں بشیر ونذیر ہادیٔ کائنات اور نبی آخر الزماں (ﷺ) کا ظہور ہونے والا ہے۔ اس کے بعد عالمِ ملکوت وجبروت میں یہ ندا کی گئی کہ مقاماتِ مقدّسہ ومشرّفہ کو معطّر اور نہایت خوشبودار بناؤ اور مقرّبین ملائکہ جو اہلِ صدق وصفا ہیں وہ مقاماتِ مقدّسہ میں عبادت کے مصلّے بچھائیں۔ اس لیے کہ آج وہ نور جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اصلاب طاہرہ میں مستور ومخفی چلا آتا تھا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مبارک بطن میں منتقل ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انتقالِ نور کی اس رات کوئی ایسی جگہ اور مکان نہ تھا جو نور سے منور نہ ہوا ہو۔ اور قریش کے تمام چوپائے گویا ہوگئے تھے اور آپس میں اس ظہورِ قدسی کے متعلق باتیں کرتے تھے اور بشارتیں دیتے تھے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۰۵۔۱۰۸)

کعبہ جُھکا اور منور ہوگیا اور ستارے زمیں پر

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

لما حضرت ولادة رسول الله ﷺ رأیت البیت حین وقع قد أمتلأ نوراً ورایت النجوم تدنوحتی ظننت انها ستقع علی. (سیرۃ الحلبیہ، ص ۹۴)

جب آنحضرت (ﷺ) کی ولادت ہوئی تو میں خانۂ کعبہ کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ خانۂ کعبہ نور سے منور ہوگیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آگئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

پرچم لہرائے گئے :

یہی فاطمہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

فکشف اللّٰہ عن بصری فرأیت مشارق الارض ومغاربھا ورأیت ثلاثۃ اعلام مضروبات علما بالمشرق وعلما علیٰ بالمغرب وعلما ظھر الکعبہ. (انوار محمدیہ، ص ۳۳۔ سیرۃ الحلبیہ، ص ۱۰۹)

ترجمہ : پھر اللہ عزوجل نے میری آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین میرے سامنے کردی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ نیز میں نے تین جھنڈے بھی دیکھے، ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا، دوسرا مغرب میں اور تیسرا پرچم کعبۃ اللہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔ (انوار محمدیہ، ص ۳۳۔ سیرۃ الحلبیہ، ص ۱۰۹)

مشروب پلایا گیا :

اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب (ﷺ) کی ولادت کی خوشی میں یہاں تک اپنے اکرم وانعام فرمائے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا دیگر تفصیلات کے ساتھ یہ بھی صراحت سے بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت مجھے ایک ایسا مشروب دیا گیا جسے پی کر میں نے بے انتہا فرحت محسوس کی۔ وہ شربت شہد سے بھی میٹھا اور فرحت بخش تھا۔

حورانِ بہشت کا استقبال :

ظہورِ قدسی (ﷺ) کے وقت حوروں نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی قیادت میں آپ (ﷺ) کا استقبال کیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث میں مندرجہ بالا عجائبات کا یوں تذکرہ ملتا ہے:

قالت ثم أخذنی مایاخذ النساء فسمعت وجیہ عظیمۃ ثم رأیت کان جناح ظائر ابیض قد مسح علی فوادی فذھب عنی الرعب وکل وجع ثم التفت فاذاأنابشر بۃ بیضاء فتنا ولتھا فاذاھی احلی من العسل فاصابنی نور عال ثم رایت نسوۃ کالنخل طوالا کانھن من بنات عبدمناف یحدقن بی

فبینما أناأتعجب واقول واغوثاہ من این علمن بی فقلن بی نحن آسیة امراة فرعون ومریم ابنة عمران وھولاء من الحور العین. (انوارِمحمدیہ لیوسف بن اسماعیل النبھانی:ص۲۳)

آپ فرماتی ہیں مجھے عورتوں کی طرح جب دردزہ شروع ہوا تو میں نے ایک بلند آواز سنی۔ جس نے مجھ پر خوف طاری کردیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پر میرے دل کو مس رہا ہے جس سے میرا تمام خوف اوردرد جاتا رہا ۔ پھر میں متوجہ ہوئی تو میں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید شربت پایا جسے میں نے پی لیا وہ شہد سے بھی میٹھا تھا۔ پھر ایک بلند نور کے ہالے نے گھیر لیا۔ میں نے دیکھا کہ حسین وجمیل عورتیں جو قد کاٹھ اور چہرے مہرے میں عبدِ مناف کی بیٹیوں سے مشابہہ تھیں، انہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا۔ میں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آگئیں اورانہیں اس (ولادت) کی خبر کس نے دی۔ تو انہوں نے کہا ہم آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔

شب میلاد نوری مخلوق کی آمد

ولادت مصطفوی (ﷺ) کے وقت نہ صرف جنت کی حوریں اور فرشتے آپ (ﷺ) کے استقبال اور خوشیاں منانے آپ (ﷺ) کے جائے ولادت پر آئے بلکہ اللہ عزوجل کی دوسری مخلوق حیوانات، چرند اور پرند بھی حکم ربی سے رحمۃ اللعالمین (ﷺ) کے استقبال کے لئے آئے اور یہ سب کیوں نہ خوشی مناتے کہ آج تو وہ ہستی بزمِ کائنات کوسعادتوں سے نواز رہی تھی جسے خود اللہ عزوجل نے رحمۃ اللعالمین کہا اور چونکہ عالمین میں کائنات، ہست وبود کی ہر ذی روح اور غیر ذی روح شجر وحجر غرض یہ جملہ خشک وتر مخلوق شامل ہے۔ لہٰذا یہ مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اِس وقت خدا عزوجل کی جملہ مخلوق جس میں انسانوں، فرشتوں، جنوں، چرندوں اور پرندوں کے علاوہ غیر ذی روح مخلوق بھی شامل ہے۔ سب نے اظہار مسرت وانبساط کیا۔

چنانچہ مندرجہ بالا روایت ہے کہ بقیہ الفاظ اس طرح اس حقیقت کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ولادت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فبینما أنا کذالک اذابدیاج ابیض قدمدبین السماء والارض واذا بقائل یقول خذوہ عن أعین

الناس قالت رایت رجالا قدوقفو افی الھواء بایدیھم اباریق من فضة ثم تظرت فاذا انا بقطعة من الطیر قد غطت حجرتی مناقیرھا من الزمر د واجنحتھا من الیاقوت.

میں اسی حال میں تھی کہ ایک ریشمی پردہ آسمان وزمین کے درمیان لٹکایا گیا اور پکارنے والا ندا دے رہا تھا کہ اس کو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل کرلو۔ فرماتی ہیں کہ میں نے چند لوگوں کو خلاء میں دیکھا ان کے ہاتھوں میں سونے چاندی کے تھال ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کا غول ہے جس نے میرے گھر کو ڈھانپ لیا۔ عالم کے ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور پَر یاقوت کے تھے۔

شبلی نعمانی :

یہ صاحب ہے تو بے اَدب لیکن میلاد کی شب کا بہترین نقشہ کھینچا ہے۔ وہ اپنی تصنیف ’’سیرۃ النبی ﷺ‘‘ میں لکھتا ہے کہ:

’’چمنستانِ دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں، چرخِ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزمِ عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔‘‘

ولادت :

لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیرِ کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیے۔ سیارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں اَزل سے چشم براہ تھے۔ چرخِ کہن مدتِ ہائے دراز سے اسی صبحِ جانِ نواز کے لیے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنانِ قضاوقدر کی بزم آرائیاں، عناصر جدّت طرازیاں، ماہ وخورشید کی فروغ انگیزیاں، ابروباد کی تردستیاں، عالمِ قدس کے انفاس پاک، توحیدِ ابراہیم علیہ السلام، جمالِ یوسف علیہ السلام، معجِز طرازی موسیٰ علیہ السلام، جان نوازی مسیح علیہ السلام؛ سب اسی لئے تھے کہ یہ متاعِ ہائے گراں اور شہنشاہِ کونین (ﷺ) کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی جان نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دورِ فرخ فال ہے۔ اربابِ سیر اپنے محدود پیرایۂ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ آتش کدۂ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکتِ روم، اوجِ چین کے قصرِ ہائے فلک بوس گر پڑے، آتشِ فارس نہیں بلکہ جحیمِ شر، آتش کدۂ کفر، آذر کدۂ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بُت کدے خاک میں مل گئے

۔ شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کرکے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اٹھا۔ چمنستانِ سعادت میں بہار آگئی۔ آفتابِ ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاقِ انسانی کا آئینۂ تو قدس پر سے چمک اٹھا۔ یعنی یتیمِ عبداللہ رضی اللہ عنہ، جگر گوشۂ آمنہ رضی اللہ عنہا، شاہ حرم، حکمرانِ عرب، فرمانروائے عالم، شہنشاہِ کونین ﷺ عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت و اجلال ہوا۔

شمسۂ نہ مسند ھفت اختران
ختم رُسل خاتم پیغمبران

احمدمُرسل کہ خرد خاکِ اوست
ھر دوجھاں بستۂ فتراکِ اوست

اُمی و گویا بہ زبان فصیح
ازالف آدم ومیم مسیح

رسم ترنج است کہ در روزگار
پیش دھد میوہ پس آرد بھار

شامی راہِب کا بیان :

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ظہران میں ایک شامی راہب رہتا تھا۔ جو 'عیصا' کے نام سے مشہور تھا وہ اکثر و بیشتر کہا کرتا تھا، اے مکّہ والو! تم میں عنقریب وہ شخصیت پیدا ہوگی جس کا مذہب تمام عرب قبول کرلے گا اور وہ عجم کے بھی مالک ہوں گے اور ان کی پیدائش کا یہی زمانہ ہے۔

اندرونِ مکّہ میں جو لڑکا پیدا ہوتا لوگ اس راہب سے جا کر پوچھتے تھے۔ لیکن ایک دن جس کی صبح میں رسول اکرم (ﷺ) رونق افروز عالم ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رواج کے موافق عیصا کے پاس گئے اور اسے آواز دی۔ چنانچہ اس نے ملاقات کرکے کہا عالم کو منور کرنے والے کی ولادت آپ کو مبارک ہو۔ آپ کے فرزند ہی وہ نومولود ہیں جن کی پیر کے دن کی پیدائش کے بارے میں اعلان کرتا تھا۔ یہ پیر کے دن ہی تاج نبوت سے سرفراز ہوں گے اور پیر کے دن ہی وفات پائیں گے۔۔ پھر عیصا نے پوچھا ان نومولود کا کیا نام رکھا ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: محمد

(ﷺ)۔ یہ سن کر عیصا نے کہا بخدا میری خواہش یہی تھی کہ یہ فرزندار جمند تمہارے گھر پیدا ہو اور میرے حد تک ان میں تینوں باتیں میری خواہش کے موافق موجود ہوں اور یہ سب یک جا ہیں۔ ایک یہ کہ ان کا ستارہ بہترین شب طلوع ہوا۔ دوسری یہ کہ پیر کے دن پیدا ہوئے اور تیسرے یہ کہ ان کا نامِ نامی محمد (ﷺ) ہے۔

فائدہ: اس قسم کے بیانات بیشمار ہیں ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شبِ میلاد کا چرچہ ہر دور میں رہا اور اسے ہر صاحبِ علم و دانش عقیدت کی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ اس کا چرچہ ہی اس کی فضیلت کافی ہے کیونکہ لیلۃ القدر ادوارِ سابقہ میں گوشۂ گمنامی میں تھی اور اب بھی اس کا صرف نام ہے لیکن متعیّن نہیں، کسی خوش بخت کو آگاہی ہو جائے تو زہے نصیب اور لیلۃ المیلاد کا چرچا ادوارِ سابقہ کے علاوہ خود اِسی شب عرش سے فرش تک، شرق سے غرب تک، شمال سے جنوب تک اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰) عالم کے ذرّہ ذرّہ میں اسی کی دھوم تھی۔

اعلیٰ نسب وحسب :

نبی پاک (ﷺ) نے اپنا حسب و نسب بیان کرتے ہوئے اپنی ولادت کے زمانہ کو تمام زمانوں سے بہتر و برتر بتایا ہے ۔ یہی لیلۃ المیلاد کی شبِ قدر سے افضلیت کی دلیل کافی ہے۔ چنانچہ شفاء شریف میں ہے:

احادیثِ مبارکہ :

۱) حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ میں اولادِ آدم کے زمانوں میں سے سب سے بہتر زمانے میں مبعوث فرمایا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس قرن میں ہوں جس میں تم مجھے دیکھ رہے ہو۔

۲)...... حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

ان اللّٰہ خلق الخلق فجعلنی من خیرھم من خیر قرنھم ثم تخیر القبائل فجعلنی من خیر قبیلہ ثم تخیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتھم فاناخیر ھم نفسا و خیرھم بیتا.

بیشک اللہ (عزوجل) نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہتر لوگوں اور بہتر زمانے میں رکھا۔ پھر قبائل پر نظرِ انتخاب ڈالی تو بہتر قبیلے میں پیدا فرمایا۔ پھر گھروں پر نظرِ انتخاب ڈالی تو مجھے بہتر گھر میں پیدا فرمایا۔ پس میں ذاتی طور پر اور گھر کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہوں۔

۳)......حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو چنا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (المتوفی ۷۴ھ) کی روایت میں ہے۔ جسے امام ابو جعفر بن جریر الطبر ی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۱۰ھ) نے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ (ﷺ) نے:

"ان اللّٰہ عزوجل اختار خلقه فاختار منهم بنی آدم ثم اختار بنی ادم فاختارمنهم العرب ثم اختار العرب فاختارنی منهم قریشا ثم اختار قریشا فاختار منهم بنی هاشم ثم اختا ر بنی هاشم فاختارنی منهم فلم ازل خیاراً من خیارٍ الامن احب العرب فبحبی ومن ابغض العرب فببغضی ابغضهم."

بیشک اللہ عزوجل نے مخلوق سے بنی آدم کو چن لیا، پھر بنی آدم سے عرب کو چن لیا، پھر عرب سے قریش کو چن لیا، پھر قریش سے بنی ہاشم کو چن لیا، پھر بنی ہاشم سے مجھے چن لیا۔ پس میں ہمیشہ بہتر سے بہتر گروہ میں رہا ہوں۔ سن لو جو عرب والوں سے محبت رکھتا ہے تو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے تو مجھ سے عداوت رکھنے کے باعث۔

۴)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے بتایا:

"ان قریشا کانت نورابین یدی اللّٰه تعالیٰ قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذالک النور وتسبح الملئکة بتسبیحه فلما خلق اللّٰه آدم القی ذالک النور فی صلبه فقال رسول اللّٰه ﷺ فاهبطنی اللّٰه الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب نوح وقدف بی فی صلب ابراهیم ثم لم یزل اللّٰه تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الکریمة والارحام الطاهرة حتی اخرجنی بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط."

بے شک یہ قریشی نبی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دوہزار (۲۰۰۰) سال پہلے بارگاہ خداوندی میں نور تھا۔ یہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا تو فرشتے بھی اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح بیان کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم

علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو یہ نور ان کے صلب میں رکھا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں رکھ کر زمین پر اُتارا۔ پھر صلب نوح علی علیہ السلام میں، حتیٰ کہ صلب ابراہیم علیہ السلام میں ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ اَصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل فرماتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے میرے والدین کریمین سے پیدا فرمایا۔ میرے آباؤ اجداد کبھی زِنا کے نزدیک بھی نہیں گئے۔

فائدہ: اِن روایات سے واضح ہوا کہ جہاں حضور سرورِ عالم (ﷺ) نے اپنا میلاد بیان فرمایا وہاں اپنے علم کی وسعت سے آباؤ اُمّہات کی پاکدامنی اور ان کے ایمان و اِسلام کا ذکر بھی فرما دیا۔

دلائل :

عقل کا تقاضا بھی ہے کہ لیلۃ القدر سے شبِ میلاد افضل ہونی چاہیے۔ اس لئے کہ **منسوب** کی قدر و منزلت **منسوب الیہ** پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرورِ عالم (ﷺ) کی ہر نسبت اپنی ہم جنس سے افضل و اعلیٰ ہوتی ہے مثلاً

۱) حضور سرورِ عالم (ﷺ) جس جگہ پر رونق افروز ہیں وہ جملہ عالم کی ہر شے سے افضل ہے۔ عَرش و کرسی سے لوح و قلم سے یہاں تک کہ کعبہ و بیت المعمور سے وغیرہ وغیرہ۔

۲) جس پانی کو نبی پاک (ﷺ) کی انگشتانِ اقدس سے ظاہر کا شرف ملا، وہ تمام پانیوں سے افضل۔ یہاں تک آبِ زمزم سے حوضِ کوثر، وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”آبِ زمزم افضل ہے یا حوضِ کوثر“۔

۳) آپ (ﷺ) کی زندگی کے لیل و نہار اور صبح و شام بلکہ ہر لحہ جملہ اوقات (تمام اوقات) سے افضل و اعلیٰ۔

۴) آپ (ﷺ) کی آل و اولاد جملہ انبیاء علیہم السلام کی آل و اولاد سے افضل۔

۵) آپ (ﷺ) کے یار و اَصحاب جملہ انبیا علیہم السلام کے یار و اصحاب سے افضل۔

۶) آپ (ﷺ) پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید جملہ انبیاء علیہم السلام پر نازل کردہ کتب و صحف سے افضل۔

۷) یہی وجہ ہے کہ اللہ عزّوجلّ نے آپ (ﷺ) کو دنیا میں تشریف لانے کے لئے **ماہ ربیع الاوّل** شریف کا انتخاب فرمایا ہے

ورنہ آپ (ﷺ) کی زندگی بزرگی وشرافت کا تقاضا تھا کہ آپ (ﷺ) کی پیدائش رمضان شریف میں ہوتی۔ صرف اس لئے کہ کوئی دل میں تصور بھی نہ کرے کہ آپ (ﷺ) رمضان کی وجہ سے مشرّف ہیں بلکہ یہ تصور رہو کہ رمضان کو شرف ملا تو آپ (ﷺ) کے صدقے، پھر پیدائش کا دن پیر کا منتخب ہوا ہوتا نہ کہ جمعہ مبارک۔ تاکہ یقین ہو کہ آپ (ﷺ) جمعہ کی برکات کے محتاج نہیں بلکہ جمعہ کی برکتیں آپ (ﷺ) کے طفیل ہیں۔

۸) اور آپ (ﷺ) کا مدفن شریف کعبہ معظمہ نہ ہوا بلکہ مدینہ منورہ۔ وہ بھی اس لئے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ (ﷺ) کی بزرگی کعبہ شریف کی وجہ سے ہے بلکہ یہ یقین ہو کہ کعبہ معظّمہ کی شرافتیں و برکتیں حضور نبی پاک (ﷺ) کی مرہون منت ہیں۔

سوال: قاعدہ ہے کہ جہاں کا خمیر ہو وہیں پر مدفن ہوتا ہے اور یہاں اسکے خلاف کیوں؟ احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ آپ (ﷺ) کا خمیر شریف کعبہ شریف ہے؟

جواب: اللہ عزّوجلّ نے اپنا قانون تو بدل دیا لیکن حبیب کریم (ﷺ) کی شان میں آنچ نہیں آنے دی۔ وہ ہوا یوں کہ طوفانِ نوح کے دوران اللہ عزّوجلّ نے ملائکہ کو حکم فرمایا کہ خمیرِ رسول اللہ (ﷺ) کو کعبہ سے اٹھا کر مدینہ پاک پہونچا دیں تاکہ آپ (ﷺ) کا مزار کعبہ میں نہ ہو۔ پھر لوگ یہ تصور نہ جمائیں کہ آپ کی عزت کعبہ کی وجہ سے ہے بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ کعبہ کو عزت ملی تو تیرے در سے۔ (جواہر البحار)

اس سے مزید بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ اہلِ فہم کے لئے اتنا کافی ہے۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری، الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۳۰ محرم ۱۴۲۳ھ